110591 ـ اپنے ملك سے دور بیوی كا خاوند تبلیغ كے لیے جاتا اور اس سے براس سلوك كرتا اور طلاق دینا چاہتا ہے

سوال

میں آپ سے اپنی زندگی كی شقاوت و بدبختی كو خفیہ نہیں ركھنا چاہتی جس سے میں گزر رہی ہوں، حتی كہ میں تو دعا قبول ہونے سے بھی ناامید ہوگئی ہوں، میں چار بچوں كی ماں اور ایك ایسے شخص كی بیوی ہوں جسے میں پسند نہیں كرتی، میں نے اس كے ساتھ بہت كوشش كی لیكن كوئی فائدہ نہیں ہوا.
میں محسوس كرتی ہوں كہ میرا عقیدہ بھی بہت متاثر ہو گیا ہے، میرے خاوند كے ساتھ تعلقات لڑائی اور جھگڑے میں تبدیل ہو چكے ہیں، اور بالآخر میرا خاوند یہ اعلان كرتا ہے كہ یہ چیز واجب نہیں، اور اللہ كی راہ میں تبلیغ كرنے نكل جاتا ہے كیونكہ یہ فرض عین ہے.
ہماری زندگی جبر و ستم اور برے سلوك كی ایك كڑی بن چكی ہے، یہ سلسلہ صرف میرے ساتھ ہی نہیں بلكہ اپنے بچوں پر بھی جبر كرتا ہے جو ابھی نابالغ ہیں انہیں نفلی روزے ركھنے پر مجبور كرتا ہے، میں نے گیارہ برس تك بغیر كسی زندگی میں ٹھراؤ كے اپنے ملك سے دور صبر سے كام لیا ہے.
میرے سارے بچوں نے سعودی عرب كی نیشنیلٹی حاصل كر لی ہے، لیكن میرا خاوند مجھے سعودی عرب كی شہریت حاصل نہیں كرنے دیتا، میری زندگی لا یعنی سی بن كر رہ گئی ہے، اس نے فیصلہ كیا ہے كہ وہ مجھے لے كر میرے ملك جائیگا اور پھر سوچے كہ میرے بارہ میں كیا كرنا ہے.
میری سوچ پر یہ حاوی ہے كہ اگر میرا خاوند فوت ہو گیا تو میں كیا كروں گی، میری جیسی بیوہ كے ساتھ كون شادی كرےگا ؟ میرے بچوں كو محبت و پیار كون دےگا، اور ان كی دیكھ بھال كون كریگا ؟
میں اپنے بچوں كو خرچ كیسے برداشت كرونگی جبكہ میری كوئی بہن بھی نہیں ہے، اور میرا بھائی ابھی تك اپنے كفر پر قائم ہے، لیكن میرے ماں باپ مسلمان تو ہیں اور وہ بھی دین كا التزام نہیں كرتے.
میرے خاوند كے خاندان والے امریكہ میں مكمل یورپی طرز كی زندگی بسر كر رہے ہیں، میرا خاوند برے اخلاق كا مالك ہے، بہت زایادہ قیام كرتا اور روزے تو ركھتا ہے لیكن اخلاق اچھا نہیں، اور مجھے ہر دن زیادہ اختلافات كی طرف لے جا رہا ہے، اور لعنت اور كفریہ كلمات كی طرف دھكیل رہا ہے!
میں اپنے آپ كو كیسے بچاؤں ؟ كیا كروں ؟ حتی كہ اگر میں تھوڑی سی رقم حاصل كر لوں تو خاوند میرے پاس نہیں رہنے دیتا، میں اب بھی اس سے محبت تو كرتی ہوں لیكن پریشان اس لیے ہوں كہ اگر خاوند فوت ہو گیا تو كیا ہوگا ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

خاوند کا دعوت و تبلیغ میں مشغول ہو کر اپنے بیوی بچوں کا خیال نہ کرنا اور ان کے حقوق کی ادائیگی نہ کرنے کے متعلق ہم درج ذیل سوالات کے جوابات میں تفصیل بیان کر چکے ہیں آپ ان جوابات کا مطالعہ کریں:

سوال نمبر (6913) اور (3043) اور (23481).

دوم:

آپ نے سوال کے شروع میں یہ کہا ہے کہ:

" حتی کہ میں اپنی دعا کی قبولیت سے بھی نا امید ہو چکی ہوں " !

یہ بات کہنی غلط اور شریعت اسلامیہ کے مخالف ہے، اللہ سبحانہ و تعالی مسلمان کی دعا قبول فرماتا ہے یا پھر قبول نہیں کرتا، اگر اس کی دعا قبول نہیں ہوتی تو اسے اپنے اندر اس کے اسباب کو تلاش کرنا چاہیے، کیونکہ ہو سکتا ہے اس کے اندر کوئی ایسا سبب پایا جاتا ہو جو دعا کی قبولیت میں مانع ہو، مثلا حرام کھانا، اور حرام کا لباس زیب تن کرنا، اور گناہ کی دعا کرنا.

اس کی مزید تفصیل کے لیے آپ سوال نمبر (5113) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

اور جب اللہ سبحانہ و تعالی اپنے بندے کی دعا قبول کرتا ہے تو پھر اس قبولیت کا یہ معنی نہیں کہ اس کا مطلوب پورا ہو کر رہے، بلکہ اس کے ساتھ دو چیزوں کا اضافہ کرنا چاہیے، یا تو جو اس نے مانگا وہ پورا ہوگا، یا پھر اس دعا کا اجروثواب روز قیامت کے لیے زخیرہ کر لیا جاتا ہے، اور دعا کے مطابق اس سے برائی دور کر دی جاتی ہے.

ابو سعید رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جو مسلمان بھی کوئی دعا کرتا ہے جس میں کوئی گناہ نہ ہو اور نہ ہی قطع رحمی ہو، تو اللہ سبحانہ و تعالی اسے

اس دعا کے بدلے تین چیزوں میں سے ایک ضرور عطا کرتا ہے: یا تو جلد اس کی دعا قبول کر لی جاتی ہے، یا پھر اسے آخرت کے لیے زخیرہ کر لیا جاتا ہے، یا پھر اس سے اتنی ہی بری چیز کو دور کر دیا جاتا ہے.

صحابہ کرام نے عرض کیا: پھر تو ہم کثرت سے دعا کریں گے ؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تو اس سے بھی زیادہ دینے والا ہے "

مسند احمد حدیث نمبر (10749) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الترغیب و الترھیب حدیث نمبر (1633) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی قبولیت سے نا امید ہو جانے سے منع فرمایا ہے، اور بیان فرمایا کہ اس طرح کے شخص کی دعا قبول نہیں ہوتی، کیونکہ اس کی نا امیدی اسے دعا چھوڑنے کا باعث بن جاتی ہے، بلکہ دعا تو اس کی قبول ہوتی ہے جو بار بار دعا مانگتا ہے، اور آہ و زاری اور التجا کرتا ہے، اس کی دعا قبول نہیں ہوتی جو اپنے رب کو کہے قبول کرنی ہے تو ٹھیک وگرنہ نہیں، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی تو اپنی مخلوق سے غنی و بےپرواہ ہے.

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" بندے کی دعا اس وقت تک قبول ہوتی رہتی ہے جب تک وہ گناہ یا پھر قطع رحمی کی دعا نہیں کرتا جب وہ جلد بازی سے کام نہ لے.

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا: جلد بازی کیا ہے ؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بندہ کہتا ہے میں نے بار بار دعا کی پھر دعا کی لیکن مجھے لگتا ہے کہ میری دعا قبول نہیں ہوگی تو نا امید ہو کر دعا کرنا ہی چھوڑ دیتا ہے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (5981) صحیح مسلم حدیث نمبر (2735) مندرجہ بالا الفاظ مسلم کے ہیں.

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اس حدیث میں دعا مانگنے کے آداب بیان ہوئے ہیں کہ اللہ سے مانگا جائے اور ناامید نہ ہوا جائے؛ کیونکہ ایسا کرنے میں اللہ تعالی کے سامنے سرخم تسلیم کرنا اور اس کی اطاعت اور اس کے سامنے عاجزی و انکساری کا اظہار ہے۔

حتی کہ بعض سلف رحمہ اللہ کا قول ہے:

مجھے دعا کی قبولیت سے محروم ہونے کی بجائے دعا سے محروم ہونے کا زیادہ ڈر ہے...

مومن کی دعا رد نہیں ہوتی، یا تو اسے جلد قبول کر لیا جاتا ہے، یا پھر اس سے اس جیسی کوئی برائی دور کر دی جاتی ہے یا پھر اس کے لیے اس سے بھی بہتر آخرت کے لیے زخیرہ کر لیا جاتا ہے۔

داودی رحمہ اللہ نے بھی اسی طرف اشارہ کیا ہے، اور ابن الجوزی رحمہ اللہ اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

" یہ علم میں رکھیں کہ مومن کی دعا رد نہیں ہوتی، لیکن یہ ہے کہ اس کے لیے قبولیت میں تاخیر بہتر ہوتی ہے یا پھر اسے اس کے عوض میں جلد ہی کوئی بہتری عطا کر دی جاتی ہے، یا دیر میں، اس لیے مومن کو اپنے پروردگار سے دعا مانگنا ترک نہیں کرنی چاہیے۔

کیونکہ بندہ دعا کر کے اللہ کی عبادت کرتا ہے، جس طرح کہ بندہ تسلیم کر کے اور اللہ کے سپرد کر کے اللہ کی عبادت کرتا ہے "

دیکھیں: فتح الباری (11 / 141)۔

سوم:

ہم نہیں جانتے اور نہ ہی ہمیں سمجھ آ رہی ہے کہ ہم ایسے خاوندوں کی صفت کیسے بیان کریں جو اپنی بیوی اور بچوں کا خیال نہیں کرتے اور اللہ تعالی کی جانب سے ان کے مقرر کردہ حقوق کی ادائیگی نہیں کرتے، ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ انہوں نے اسلام کو کیا سمجھا ہے جس کی طرف یہ لوگوں کو اسلام پر چلنے کی دعوت دینے نکل کھڑے ہوتے ہیں۔

حالانکہ اللہ سبحانہ و تعالی نے تو خاوندوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی بیوی اور بچوں کے ساتھ حسن سلوک کریں اور انہیں اللہ نے ان گردن پر امانت رکھا ہوا ہے، اور ان کے لیے خیرخواہی کو واجب قرار دیا ہے، اور بیوی بچوں کو

جہنم کے عذاب سے بچانا واجب کیا ہے، اور پھر دوسروں کی بجائے انہیں دعوت دینا اولی و بہتر ہے.

ابتدائی طور پر اللہ سبحانہ و تعالی نے جو آیت اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی وہ یہ تھی:

اور آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈارئیں الشعراء (214).

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سبحانہ و تعالی کے اس حکم کو بجالاتے ہوئے اپنے چچا ابو طالب کو اسلام کی دعوت دی، اور اسے ساری عمر دعوت دیتے رہے حتی کہ ابو طالب کی موت کے وقت بستر مرگ پر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس اور پھوپھی صفیہ اور اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہم کو جمع کر کے انہیں دعوت دی، اور انہیں نصیحت فرمائی، اور انہیں روز قیامت اور حساب و کتاب یاد دلایا اور فرمایا کہ وہ روز قیامت ان کے کسی کام نہیں آ سکیں گے.

اسی طرح اپنی زوجہ خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا کے ساتھ بھی کیا اور انہیں دعوت پیش کی تو زمین میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والی وہی خاتون تھیں.

اللہ کی راہ میں دعوت و تبلیغ کرنے والے شخص کو چاہیے کہ سب سے پہلے تو وہ اپنی نیت خالص کرے اور پھر اپنے عمل میں متقن ہو یعنی مہارت سے کام کرے.

اخلاص میں یہ شامل ہوتا ہے کہ وہ دعوت الی اللہ میں اللہ سبحانہ و تعالی کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کی نیت رکھتا ہو.

اور مہارت یہ ہے کہ: سب سے پہلے دعوت کا کام اپنے گھر والوں سے شروع کرے، دوسروں سے نہیں بلکہ اپنے گھر سے ابتدا کرے، اور انہیں نصیحت کرنے اور ان کے ساتھ خیر و بھلائی میں کوئی کوتاہی مت کرے، اس میں غلفت مت برتے اور نہ ہی وہ گھر کو چھوڑ کر لوگوں کو دعوت دیتا پھرے یا پھر دنیاوی امور میں مشغول رہے.

اور اگر اس کی بیوی اس کے گھریلو کام کاج کرتی اور اس کی اولاد کی تربیت و دیکھ بھال کرتی ہے تو وہ خاوند کو بہت ہی اہم پیغام دے رہی ہے، اور ایك بہت ہی اہم کام میں خاوند کا ہاتھ بٹا رہی ہے، اس لیے وہ اس کی حفاظت کرے، چاہے بیوی اس کے گھر میں اجنبی اور اپنے اہل عیال سے دور ہے خاوند پر واجب ہے کہ وہ اس کی خاص دیکھ بھال کرے اور اس کی کمزوری پر رحم کرے اور اس کی اجنبیت کا احساس رکھتے ہوئے اس کے ساتھ نرم برتاؤ کرے، اور اس پر جبر و ظلم و ستم مت کرے.

ہمارے پاس تو آپ كے خاوند كو اس كے ان اعمال پر اسے غلط كہنے كے علاوہ كچھ نہيں، اور ہم آپ كو صبر و تحمل كى نصيحت كرتے ہوئے كہتے ہيں كہ آپ اللہ سبحانہ و تعالى سے اپنے خاوند كى ہدايت كے ليے دعا كرتى رہيں، اميد ہے اللہ تعالى اس كى حالت كو بدل كر اسے اچھى حالت ميں كر دے.

اور آپ سے اميد ركھتے ہيں كہ آپ نااميد مت ہوں، اور يہ علم ركھيں كہ اللہ سبحانہ و تعالى تو اپنى مخلوق پر ايك رحمدل ماں جو اپنے بچے پر رحم كرتى ہے سے بھى زيادہ رحم كرنے والا ہے.

اور اگر طلاق بھى ہو جائے تو يہ دنيا كى انتہاء نہيں ہے كہ طلاق ہونے پر دنيا ختم ہو جائيگى، اور يہ ياد ركھيں كہ آپ كو روزى دينے والا خاوند نہيں كہ وہى آپ كو اور آپ كى اولاد كو روزى دے رہا ہے، بلكہ روزى تو اللہ ديتا ہے جو حي و زندہ ہے اسے موت كبھى نہيں آئيگى.

اور پھر اللہ سبحانہ و تعالى كے خزانے تو ختم ہونے والے نہيں، ہميں تو اللہ سبحانہ و تعالى نے بتايا ہے كہ ہو سكتا ہے طلاق كے ساتھ روزى ميں وسعت اور مشكل سے نجات ہو جائے.

اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

اور اگر وہ عليحدہ ہو جائيں تو اللہ سبحانہ و تعالى ہر ايك كو اپنے فضل و كرم سے غنى كر ديگا، اور اللہ تعالى بڑى وسعت والا حكمت ولا ہے النساء (130).

طبرى رحمہ اللہ كہتے ہيں:

اللہ تعالى ہر ايك كو اپنى وسعت سے غنى كر ديگا .

اللہ تعالى فرماتا ہے كہ اللہ تعالى خاوند اور طلاق يافتہ عورت دونوں كو اپنے فضل و كرم كى وسعت سے غنى كر ديگا اس عورت كو اس خاوند جس نے اسے طلاق دى سے بھى بہتر اور اچھا خاوند دے كر يا پھر وسيع روزى اور عفت و عصمت دے كر غنى كر ديگا.

اور اس مرد كو وسعت رزق دے كر اور اچھى بيوى دے كر جو طلاق يافتہ بيوى سے اچھى ہو يا پھر عفت و عصمت دے كر غنى كر ديگا.

اور اللہ تعالى بڑى وسعت والا ہے .

یعنی: اللہ سبحانہ و تعالی ان دونوں کے لیے بڑی وسعت کرنے والا ہے، ان کے لیے اور دوسری مخلوق کے رزق میں وسعت کرنے والا ہے.

حکیما بڑی حکمت والا ہے.

اللہ نے ان دونوں کے مابین جو علیحدگی اور طلاق کا فیصلہ کیا ہے اس میں بڑی حکمت پائی جاتی ہے، اس اور اس کے علاوہ دوسری آیات میں جو حکمت کے معانی ہم جان چکے ہیں اور دوسرے احکام اور اس کی تدبیر اور مخلوق کے بارہ میں فیصلوں کے اندر بڑی حکمت پائی جاتی ہے " انتہی

دیکھیں: تفسیر طبری (9 / 294).

بہت ساری عورتیں اس حقیقت سے غفلت میں رہتی ہیں اور یہ گمان کرتی ہیں کہ طلاق سے اسے فقر وفاقہ حاصل ہوگا، یہ اعتقاد میں خلل ہے اس سے اجتناب کرنا اور ایسے اعتقاد کو چھوڑنا واجب ہے، اسی طرح یہ واقع کے بھی مخالف ہے، جس طرح نکاح غنی کرنے کا باعث ہے اسی طرح طلاق میں بھی ہو سکتا ہے.

چہارم:

ہمیں جس چیز نے پریشان کیا اور قلق میں ڈال دیا ہے وہ آپ کے لیٹر کا اختتام ہے کہ آپ نے بیان کیا ہے کہ آپ کا خاوند آپ کو کفریہ کلمات کہنے کی طرف لے جاتا ہے!

اگر تو یہ صرف خدشہ کی حد تک ہے کہ ہو سکتا ہے ایسے کلمات نکل جائیں تو خطرناک معاملہ ہے اس پر خاموشی اختیار کرنا حلال نہیں، آپ کو ایسے خاوند سے جتنی جلدی ہو سکے چھٹکارا حاصل کر لینا چاہیے جس کے بارہ احتمال ہے کہ وہ آپ کو کفریہ کلمات بولنے تک لے جائے.

لیکن اگر آپ ایسے واقعہ کے متلق بتا رہی ہیں جو ہو چکا ہے، یعنی آپ نے بالفعل کفریہ کلمات ادا کیے ہیں تو آپ کو علم ہونا چاہیے کہ آپ شر و برائی اور بڑے گناہ میں پڑی ہیں جس کا آپ کے خاوند کی جانب سے صادر شدہ اشیاء کے ساتھ مقارنہ اور موازنہ نہیں کیا جا سکتا.

کیونکہ بغیر کسی جبر و اکراہ اور غلطی کے کہا گیا کلمہ اور الفاظ انسان کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے، اور اگر اسے اسی پر موت آ جائے اور وہ اپنے آپ کو توبہ کر کے نئے سرے سے اسلام میں لا کر نہ بچائے تو وہ دائمی جہنم میں رہےگا.

اس ليے اگر آپ سے ايسے الفاظ ادا نہيں ہوئے تو آپ ان سے شديد اجتناب كريں، اور اگر ادا ہو چكے ہيں تو يہ علم ركھيں كہ يہ اسلام سے ارتداد ہے اور ايسا كرنے سے سارے نيك و صالح اعمال تباہ ہو جاتے ہيں، اور عقد نكاح فسخ ہو جاتا ہے، الا يہ كہ آپ توبہ كرتے ہوئے نئے سرے سے اسلام ميں داخل ہو جائيں.

ہميں سب سے زيادہ خدشہ اور خطرہ يہى ہے كہ كہيں آپ نے ايسے الفاظ كہہ نہ ديے ہوں، كيونكہ عورت كو شيطان آہستہ آہستہ اس طرح كے امور كى طرف لے جاتا ہے، يا پھر زندگى كى مشكلات اسے كفريہ كلمات كى طرف دھكيل ديتى ہيں.

اور ہو سكتا ہے كہ خاوند ديكھے كہ بيوى دينى طور پر كمزور ہے، اور اس كا خيال نہيں كرتى تو وہ بھى اس سے بے رغبتى كرنے لگتا ہے، اور اس سے معاشرت كرنا صحيح نہيں سمجھتا.

اس كى مزيد تفصيل ديكھنے كےليے آپ سوال نمبر (42505) اور (65551) اور (103082) كے جوابات كا مطالعہ كريں.

اللہ كى بندى ہمارى نصيحت كا خلاصہ يہ ہے كہ:

ہر چيز سے پہلے تو آپ اپنے دينى معاملات ميں جو خلل ہے اسے پورا كريں، اور قبل اس كے كہ ندامت كا سامنا كرنا پڑے جس وقت ندامت كا بھى كوئى فائدہ نہ ہو آپ اپنى دينى خرابى كو صحيح كر ليں.

يونس بن جبير رحمہ اللہ كہتے ہيں:

ہم جندب بن عبد اللہ كے ساتھ چلے اور جب حصن المكاتب پہنچے تو ہم نے عرض كيا ہميں كوئى وصيت فرمائيں:

تو انہوں نے كہا:

ميں تمہيں اللہ كے تقوى كى وصيت كرتا ہوں، اور قرآن مجيد كى كيونكہ يہ سياہ رات كى روشنى اور دن كى راہنمائى و ہدايت ہے؛ اس پر عمل كرو چاہے جتنى بھى جدوجھد اور فاقہ اختيار كرنا پڑے، اور اگر كوئى آزمائش آ جائے تو آپ اپنى جان كى بجائے مالك كو پيش كريں، اگر تو آزمائش ختم ہو جائے تو ٹھيك، اور اگر نہ ختم ہو تو پھر آپ دين كے علاوہ اپنا مال اور جان پيش كريں، كيونكہ جس كے دين كے خلاف جنگ كى گئى تو محروب وہى ہے، اور جس كا دين سلب ہو جائے تو وہى شخص مسلوب كہلاتا ہے.

آگ کے بعد غنا نہیں، اور جنت کے بعد کوئی فاقہ نہیں آگ اپنے قیدی کو آزاد نہیں کرتی، اور اس کا فقیر غنی نہیں ہو سکتا "

اسے امام احمد نے الزھد (202) میں اور ابن ابی عاصم نے الآحاد و المثانی (2048) میں اور امام بیھقی نے شعب الایمان (3 / 402) طبع مکتبہ الرشد میں روایت کیا ہے اس کی سند صحیح ہے.

ہم آخر میں آپ کو اللہ سبحانہ و تعالی کا یہ فرمان یاد دلاتے ہیں:

یقینا جو لوگ ایمان لائے اور نیك و صالح اعمال کیے عنقریب اللہ تعالی ان کے لیے محبت پیدا کر دیگا مریم (96).

قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اللہ کی قسم اللہ تعالی اہل ایمان کے دل میں ہے، ہمیں بیان کیا گیا ہے کہ ھرم بن حیان رحمہ اللہ کہا کرتے تھے:

" جو بندہ بھی دل کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالی مومنوں کے دل اس کی طرف پھیر دیتا ہے، حتی کہ اسے ان کی محبت و مودت اور رحمدلی عطا کرتا ہے "

اسے طبری نے قتادہ تك صحیح سند کے ساتھ تفسیر طبر (18 / 262) میں بیان کیا ہے.

شیخ سعدی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اللہ سبحانہ و تعالی کی اپنے ان بندوں پر نعمت ہے جو اپنے اندر ایمان اور عمل صالح جمع کرتے ہیں، اللہ نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کے لیے مبحت پیدا کر دیگا، یعنی وہ آسمان و زمین میں اپنے ولیوں کے دلوں میں اس کی محبت و مودت پیدا کریگا، اور جب ان کے دلوں میں محبت ہوگی ت ان کے بہت سارے امو آسان ہو جائیں گے، اور انہیں خیر و بھلائی اور دعوت و ارشاد اور قبولیت و امامت حاصل ہوگی.

اسی لیے صحیح حدیث میں آیا ہے کہ:

" جب اللہ تعالی کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل کو فرماتا ہے میں فلاں شخص سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو، تو جبریل اس سے محبت کرنے لگتا ہے اور پھر آسمان والوں میں منادی کی جاتی ہے:

" اللہ تعالی فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تو تم اس سے محبت کرو، چنانچہ آسمان والے اس سے محبت کرنے

لگتے ہیں پھر اس کے لیے زمین میں قبولیت رکھ دی جاتی ہے، جب اللہ تعالی کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل کو فرماتا ہے میں فلاں شخص سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو، تو جبریل اس سے محبت کرنے لگتا ہے اور پھر آسمان والوں میں منادی کی جاتی ہے:

" اللہ تعالی فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تو تم اس سے محبت کرو، چنانچہ آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر اس کے لیے زمین میں قبولیت رکھ دی جاتی ہے "

متفق علیہ.

اللہ تعالی نے ان کے لیےمحبت اس لیے پیدا کی کہ وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں، اس لیے اللہ نے اپنے اولیاء میں بھی ان کی محبت پیدا کر دی " انتہی

دیکھیں: تفسیر السعدی (501).

واللہ اعلم .